Open Access
Received 09April 2021 Accepted 26 April 2021
ISSN E: 2790-7694, ISSN P: 2790-7686
http://www.al-asr.pk

منصب قیادت اور کلام میں فصاحت وبلاغت

[سیرت النبی کا خصوصی مطالعہ]

Status of Leadership Qualities with Respect to Rhetoric and Gift of Gab

Hafiz MuhammadTanzim
Assistant Professor, Govt Graduate College Daska

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

ABSTRACT

Man is undoubtedly the best of creation, and to be the leader of human being confers him the best of the best lofty pedestal. To get excellence from others Allah almighty bestows him with rhetoric and gift Of gab which are the most eminent qualities of a leader. The holy Quran describes these qualities as "Alhikma" and Fazal al Khitab".The title of the holy Quran "Quran un Ajban" also highlights its quality of articulation and expressiveness. Although Allah almighty has blessed this quality in abundance to His all Prophets and Messengers but He has blessed his last Messenger with this quality with a special distinction from all of the above. This article discusses the special quality of speech (JAW MI UL KALIM") of the Holy Prophet (P.B.U.H.).

Keywords: Leadership Qualities, Gift Of Gab, Rhetoric

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾(1)

"اور ہم نے اُن کے (سلمان علیہ السلام کے) ملک و سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے انہیں حکمت و دانائی اور فیصلہ کن اندازِ خطاب عطا کیا تھا۔"

قیادت کا عظیم منصب مختلف صفات اور اعلیٰ خصائص پر قائم ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر ملک و سلطنت کو استحکام ملتا ہے اور شعبے اور خاندان کو دوام ملتا ہے۔ قبیلے اور گروہ کو استحکام ملتا ہے اور پوری قوم و ملت کو عزت و رفعت کا احترام ملتا ہے۔ جب حکمت و دانائی اور دانش و بینش کی نعمت قیادت کو میسر آتی ہے تو اس کا کلام جوامع الکلم بن جاتا ہے۔ اس کے الفاظ و کلمات اپنے اندر جامعیت اور مانعیت کے اوصاف کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ سلام کے الفاظ بہت قلیل ہوتے ہیں جبکہ معانی بڑے ہی طویل ہوتے ہیں اور الفاظ شمار میں آجاتے ہیں جبکہ معانی بے شمار ہوتے ہیں۔ ایسے کلامِ بے مثل اور جوامع الکلم کے اظہار کے لیے فصل الخطاب کی خوبی اس منصب قیادت کو مزید نمایاں کر دیتی ہے۔ اس لیے ہم تاریخ انسانی میں دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ قیادت کے لیے عمدہ فصاحت اور بے مثال خطابت ایک خاصہ اور لازمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کلام میں فصاحت و بلاغت یہ اللہ رب العزت کا عطا کردہ عطیہ ہے۔

وہ ذات جس کو منصب قیادت پر فائز کرتی ہے اسے اس کمال سے خوب نوازتی ہے۔ کلام کا اظہار بصورت خطابت اپنے دل کی بات کو لوگوں تک منتقل کرنا ہے اور ان کے دلوں میں اترنا ہے اور ان کو اپنا ہم نوا بنانا ہے اور دوسروں کو متاثر کرنا ہے اور سب کی سوچ کا رخ اپنے موضوع کی طرف موڑنا ہے۔

باری تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا ہے اور اس شرف اور امتیاز کی ایک وجہ اس کو قوت گویائی کی نعمت کا عطا کیا جانا ہے۔ اس وصف خاص کی وجہ سے یہ انسان حسن تخلیق کا شاہکار ہے اور اس کی آواز میں پہاڑوں جیسی سختی اور کرختگی بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں شہد جیسی مٹھاس بھی ہے اور یہ اپنی آواز کو ان دونوں کے ایک حسین امتزاج کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔

دنیا میں جس قدر بھی انبیاء ورسل اور مصلح ورہبر آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے مذہب اور اپنے مقصد کے لیے اس صفت کا خوب استعمال کیا ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو اس اعتبار سے دیکھتے ہیں تو آپ اس وصف میں سارے سلسلہ انبیاء ورسل میں اور انسانی رہبروں اور راہنماؤں کی ساری تاریخ میں ایک منفرد، ایک بے مثال شان کے ساتھ آفتاب و ماہتاب کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔( )

نبی مکرم، حضور معظم، رسول محتشم آئین انسانیت کے موسس اعظم اور جملہ انبیاء و رسل کے سردارِ اعظم نے اپنی ساری حیات طیبہ میں اپنوں، بیگانوں، ساتھیوں، دشمنوں، ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں سے جس سے بھی اور جو بھی گفتگو و کلام کیا ہے وہ فصاحت و بلاغت سے معمور تھا۔ فصاحت کلام کا وہ وصف ہے جس میں سلاست و شستگی ہوتی ہے اور جس میں خوش بیانی اور شگفتہ کلامی ہوتی ہے جس میں کسی غلطی کا احتمال اور شائبہ تک نہیں ہوتا ہے۔ جس میں لفظوں کا استعمال بر محل ہوتا ہے اس میں ثقیل درشت، غیر مانوس اور خلافِ محاورہ الفاظ اور نامانوس اصطلاحات و تراکیب نہیں ہوتی ہیں۔( )

ماہرین لسانیات اور علماادب کے نزدیک کلام فصیح و بلیغ وہ ہے جس میں تنافر نہ ہو جس میں الفاظ ادق نہ ہوں اور وہ الفاظ قواعد حرفی کے خلاف نہ ہوں فصاحت و بلاغت سے کلام میں دلکشی پیدا ہوتی ہے اور کلام مقتضائے حال کے مطابق ہوتا ہے۔ کلام فصیح و بلیغ میں ایک طول و طویل اور وسیع و عریض اور پھیلے ہوئے مفہوم کو مختصر اور جامع الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے اور قلیل ترین الفاظ میں کثیر المعانی مطالب و مفاہیم کو پیش کیا جاتا ہے اور کلام میں یہی اسلوب ہی زبان و ادب کی جان و روح ہے۔( )

عرب اپنی زبان کی لاتعداد خوبیوں کی وجہ سے سارے عالم کو گونگا کہتے تھے۔ ان کے سامنے کل زمانہ عجم تھا اس قدر ان کو اپنی زبان پر ناز تھا، رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جاری ہونے والے قرآن نے ان کا ناز اور ان کا بھرم توڑ دیا۔ قرآن نے اپنے فصیحانہ اور بلیغانہ کلام پر ان کو چیلنج کیا۔

﴿فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ﴾(5)

''تم اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنالاؤ۔''

حتیٰ کہ دوسرے مقام پر قرآن نے اپنی فصاحت و بلاغت کا چیلنج تمام انسانوں اور جنات کو دیتے ہوئے کہا:

﴿أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ﴾(6)

''کہ سارے کے سارے مل کر بھی اس قرآن کے مثل کوئی (دوسرا کلام بنا) لائیں تو بھی وہ اس کی مثل نہیں لاسکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔''

جنات نے تو جب اس قرآن کو سنا تو پکار اٹھے:

﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾(7)

''بے شک ہم نے ایک عجیب (زبان و بیان کا) قرآن سنا ہے۔''

وہ ذات اقدس جس پر قرآن کا نزول ہوا یہ کیسے ممکن ہے کہ اس ذات کے کسی قول یا کلمے کا جواب عرب کے شعراء، خطباء، ادباء اور فصحاء لاسکیں۔ آپ کے مقدس ہونٹوں سے ادا ہونے والا ہر جملہ فصاحت و بلاغت کی معراج پر ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو وہ ہمیشہ کامل المفہوم ہوتا ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ کا مختصر ترین جملہ بھی سید الکلام ہے۔ اس لیے کہ آپ کے کلام کو وحی کی نسبت حاصل ہے۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى○إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾(8)

''اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کو اپنے کلام کے اظہار کے لیے باری تعالیٰ نے ایک رعب دار آواز، لاثانی و قار اور عدیم المثال، خطیبانہ دبدبہ اور فصیحانہ طنطنہ دیا ہوا تھا۔ اس لیے کہ باری تعالیٰ نے آپ کو افصح العرب اور افصح الناس بنایا تھا، آپ کا لہجہ دلوں میں اتر جانے والا اور روحوں میں سما جانے والا تھا۔ آپ ﷺ نے جب منیٰ میں خطبہ حجۃ الوداع دیا تو دور و نزدیک ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ آپ کے مخاطب تھے۔ ہر ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر آپ کے ہر ہر لفظ کو اپنی سماعتوں میں ایسے سن رہا تھا جیسے کوئی آپ کے بہت قریب ہو۔ یوں آپ کا فصیحانہ اور بلیغانہ کلام ان کے اذہان و قلوب کی الواح پر مرتسم ہو رہا تھا اور آپ کی آواز بڑی ہی دلنشین اور دلپذیر تھی۔ آپ کا ہر قول صحابہ کرامؓ کے دلوں کی انگشتریوں میں نگینوں کی طرح جڑ رہا تھا۔ یوں وہ آپ کے ایک ایک لفظ کو تقدیم و تاخیر کلمات کے بغیر آنے والی نسلوں میں منتقل کر رہے تھے۔( )

اکثر سیرت نگاروں نے آپ کی فصاحت و بلاغت کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس معاملے میں حقیقت یہ ہے کہ رب کائنات نے آپ جیسا فصیح، شیریں بیان اور جوامع الکلم کوئی دوسرا پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ تاریخ انسانی میں قیادت اور خطابت کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ یہ الفاظ ہی ہیں جن کا ابلاغ ہم کرتے ہیں اور یہی الفاظ مخاطب تک پہنچتے ہیں اور اپنی قابلیت کے اثرات مرتب کرتے ہیں اور اسی طرح زبان کی تاثیر اور شعلہ بیانی ہی وہ وصف ہے جو مخاطب میں جوش، ولولہ اور کچھ کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام داعیان، مصلحین اور قائدین نے نطق اور بیان کے جوہر ہی کو آزمایا ہے اور یہی وصف تمام انبیاء علیہم السلام کی ذوات میں بھی بڑا نمایاں نظر آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وصف عظیم کے عطا کیے جانے پر امت کو یوں آگاہ کیا ہے:

بعثت بجوامع الكلم-(10)

''مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

اعطیت جوامع الکلم-(11)

''میں جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں۔''

ایک اور مقام پر اس حوالے سے یوں ارشاد فرمایا:

اوتیت فواتح الکلم وفواتحہوجوامعہ-(12)

''مجھے کلمات کے آغاز اور اختتام کا حسن و کمال اور ان کی جامعیت عطا کی گئی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فصاحت و بلاغت کے ماحول میں پرورش پائی۔آپ کا نسبی قبیلہ قریش اور رضاعی قبیلہ بنو سعد اس حوالے سے اپنی مثال آپ تھے۔اس لیے آپ نے فرمایا:

انا اعرب العرب ولدت فی قریش ونشات فی بنی سعد فانی یاتینی اللحن-(13)

''میں تمام عربوں سے زیادہ واضح اور روشن بات کرنے والا ہوں۔میں قریش میں پیدا ہوا ہوں۔میری پرورش بنو سعد میں ہوئی ہے تو اب میرے کلام میں نقص کہاں سے آئے۔''

رسول اللہ ﷺ کے حسن بیان اور اعجاز کلام کے سلسلے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں:

لقد طغت فی العرب وسمعت فصحاء همفماسمعتافصحمنكفمن ادبک قال ادبننی ربی فاحسن تادیبی-(14)

''میں نے قبائل عرب میں پھر کر ان کے فصحا کو دیکھا ہے مگر آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں پایا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ کو یہ ادب کس نے سکھایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے یہ ادب سکھایا ہے اور خوب اچھے طریقے سے سکھایا ہے۔''

آپ ﷺ فصاحت و بلاغت کے عظیم پیکر تھے، بے مثال ادب پرور تھے، انوکھے طرز بیان کے مالک تھے۔ آپ کی گفتگو میں کوئی غیر ضروری اور فالتو بات نہ ہوتی تھی، نہ ہی کسی کی چیز کمی، کجی اور نہ ہی کوتاہی ہوتی تھی۔اس لیے ام معبد آپ کے حسن بیان، شیریں کلام اور آپ کے بلند آہنگ ہونے کا نقشہ یوں کھینچتی ہیں:

حلو المنطق بین فصل لا نذر ولا هذركانمنطقهخرزاتنظمينوكانجهيرالصوتحسنالنغمة-(15)

''آپ شیریں کلام تھے۔آپ کی ہر بات نہایت واضح ہوتی تھی نہ قلیل الکلام تھے نہ فضول الکلام تھے۔آپ ﷺ کا کلام تو موتی تھا جو لڑی میں پرو دیا گیا ہو آپ کی آواز بلند و گرج دار تھی جس میں پرکشش نغمگی پائی جاتی تھی۔''

امام غزالی بھی احیائے العلوم میں آپ کی اس صفت کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ فصیح تھے آپ کا کلام سب سے زیادہ شیریں تھا، آپ بہت کم بولنے والے، نہایت آسانی سے گفتگو کرنے والے، جب بولتے تھے تو فضول و بیکار نہ بولتے تھے۔آپ کا کلام یوں لگتا کہ موتیوں سے جڑا ہوا ہے۔آپ کا کلام جوامع الکلم تھا جس میں نہ کوئی فالتو بات ہوتی اور نہ کوئی نقص ہوتا۔کلام میں تسلسل یوں ہوتا جیسے الفاظ ہاتھ باندھے ایک دوسرے کے پیچھے چلے آرہے ہوں اور آپ کے

کلام میں وقفہ ہوتا تھا۔ جس سے سننے والا آپ کی بات کو اچھی طرح یاد کرلیتا تھا۔آپ بلند آواز اور سب سے زیادہ خوش آواز تھے۔آپ کافی دیر تک خاموش رہتے تھے۔ بغیر ضرورت کے بات نہ کرتے تھے۔( )

آپ کو محاورات عرب پر عبور حاصل تھا حتی کہ ہر قبیلہ سے اس کی زبان، محاورات اور ذخیرہ الفاظ میں گفتگو کرتے تھے۔آپ جیسے قریش وانصار سے گفتگو کرتے ویسے ہی اہل حجاز اور نجد سے گفتگو نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے ذی الشعار ہمدانی، طغطۃ النہدی، قطن بن حارثہ علمی، اشعث بن قیس، وائل بن حجر کندی وغیرہ حضرموت کے سردار اور یمن کے بادشاہ سے بھی مختلف کلام فرمایا۔( )

عربی زبان کے معروف ادیب ڈاکٹر شوقی ضیف، فصاحت نبوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ باری تعالیٰ نے آپ کو ایسی فصاحت وبلاغت عطا کی تھی جس کے طفیل آپ دلوں کی باگ دوڑ کے مالک بن گئے تھے اور یوں لگتا تھا کہ معانی واسالیب آپ کے حضور حاضر ہونے کے لیے منتظر کھڑے رہتے ہیں تاکہ ان میں سے آپ ایسا اسلوب و معنی منتخب کریں جس سے لوگوں کی قوت سامعہ کو مسرت و انبساط حاصل ہو اور ان کے دل ہمہ تن گوش ہو جائیں۔(18)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کی شان فصاحت وبلاغت کو کچھ یوں بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ

مارایت افصح منک یارسول اللہ-(19)

"یارسول اللہ ﷺ آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح وبلیغ نہیں دیکھا ہے۔"

اب اس فصاحت کلام کے چند نمونے ہم یوں دیکھتے ہیں کہ فرمایا:

ان افضل الایمان ان تعلم ان اللھمعکحیثما کنت-(20)

"ایمان کا سب سے افضل ترین درجہ یہ ہے کہ تم یوں جانو اللہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں وہ وہاں اللہ ہے۔"

معیت الٰہیہ کا کیا ہی خوبصورت اور جامع تصور اس حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی قول اگر ہمارا حال بن جائے تو عرفان الٰہی کی منزل حاصل ہو جاتی ہے۔

ہمیشہ یدِ علیا کا کردار اپنانے کی ترغیب دی ہے۔ایک مومن کامل وہ ہے جو ید علیا کے کردار کے ساتھ ید سفلی کو دیتا رہے اور اپنے زیر کفالت افراد سے ہر نیکی کی ابتدا اور آغاز کرتا رہے۔اس لیے فرمایا:

الید العلیا خیرٌ من الید السفلی وایداء عن تعول(21)

"اوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے ہاتھ یعنی لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔"

انسانی زندگی کو دو چیزیں بے پناہ کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرتی ہیں بلکہ کامیاب انسانی زندگی کے رازوں میں سے دو راز ہیں۔ ایک ہر مصیبت و آفت پر صبر کرنا ہے اور ہر نعمت خداوندی پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الایمان نصفان نصف فی الصبر ونصف فی الشکر-(22)

"ایمان کے دو حصے ہیں، آدھا ایمان صبر میں ہے اور آدھا ایمان شکر میں ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے دین کی کل حقیقت، دین کا آسان ہونا بتایا ہے۔ دین کے ہر حکم شرعی میں یسر کا غلبہ ہے اور ہر امر شرعی میں اس کی رعایت کی گئی ہے۔ اس بنا پر کسی دین کے داعی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دین کو مشکل اور اس کی تعلیمات کو سخت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الاغلبه-(23)

"بے شک دین آسان ہے اور جو اسے مشکل بنانے کی کوشش کرے گا تو یہ اس پر غالب آجائے گا۔"

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

ان اللهتعالیٰرضیلهذهالامةالیسروکرهلهاالعسر-(24)

"باری تعالیٰ نے اس امت کے لیے آسانی و فراخی کو پسند فرمایا ہے اور تنگی و مشکل کو ناپسند فرمایا ہے۔"

انسانی زندگی میں اعلیٰ اخلاق کو اپنانا یہ علامت اور شہادت ہے کہ باری تعالیٰ نے بندے کو اپنے فضل و کرم کی بے پناہ خیرات عطا کی ہوئی ہے اور اس کے برعکس برے اخلاق کو اپنانا یہ اپنے وجود میں اللہ کے کرم سے محرومی کی نشانی اور علامت ہے۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللهکریمٌیحبالکرمومعالیالاخلاقیبغض سفسافها-(25)

"بے شک اللہ بڑے کرم والا ہے وہ کرم و فضل کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے وہ اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتا ہے اور گھٹیا اخلاق کو ناپسند کرتا ہے۔"

اس کائنات میں انسان کی زندگی بڑی راحت والی اور بڑے سکون والی ہو جاتی ہے۔ اگر اسے اپنوں کا ساتھ میسر ہو دوستوں کی محبت ملی ہو، بڑوں کی سرپرستی حاصل ہو اور گھر والوں کی چاہت ہر لمحہ حیات میں اس کے ساتھ ہو لیکن ان

سارے تعلق خلائق کا بھی خزانہ اور ان سب سے بھی بڑھ کر اگر بندے کو رب کی معیت مل جائے اور اس کے ہر لحظہ ساتھ ہونے کا احساس حاصل ہو جائے اور یوں وہ احساس ہی اس کی زندگی کا سب سے بڑا کیف بن جائے گا۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بتایا کہ وہ رب تو تمہارے ساتھ اسی وقت ہو جاتا ہے جوں ہی تمہارے ہونٹ اس کی یاد میں کھلنے لگتے ہیں۔ارشاد فرمایا:

ان اللهتعالىٰيقولا نامعبديا ذاهوذكرنيوتحركتبيشفتاه-(26)

"باری تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے حرکت کرنے لگتے ہیں تبھی میں اپنے بندے کو اپنی معیت عطا کر دیتا ہوں۔"

باری تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کی ذوات اور ان کے اعمال و کردار دونوں کے اعتبار سے دیکھتا ہے، کبھی انسان احب الاعمال الی اللہ کو جاننا چاہتا ہے اور کبھی احب الناس الی اللہ کی حقیقت کو پانا چاہتا ہے۔احب الاعمال میں سے عمل سرور ہے اور احب الناس میں سے عمل نفع ہے جو انسان کو اللہ کی بارگاہ میں درجہ محبوبیت تک پہنچاتا ہے۔اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احب الاعمال الى اللهسرورٌ تدخلهعليمسلم-(27)

"باری تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین وہ عمل ہے جو کسی مسلمان کو خوشی و مسرت پہنچائے۔"

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

احب الناس الى اللهتعالىٰانفعهمللناس-(28)

"اللہ کا محبوب و مقرب بندہ وہ ہے جو اس کے بندوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔"

ہر انسان اس دنیا میں عزت کا متمنی ہے اور رفعت کا طلبگار ہے اور عظمت کا سعی کار ہے۔انسانی عظمت و رفعت دوسروں کو برداشت کرنے اور دوسروں کو عطانے کرنے سے میسر آتی ہے۔ایسے لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتبغوا الرفعةعنداللهتحلمعمنجهلعليكوتعطيمنحرمک-(29)

"رفعت و عظمت کو اللہ کے ہاں تلاش کیا کرو۔اس کی صورت یہ ہے جو تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آئے تم اس سے بردباری سے پیش آؤ جو تمہیں محروم کرے تم اس کو عطا کرو۔"

ہمارا ایمان اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا نام ہے اور ہمارا اسلام اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کا نام ہے۔ ہمارا احسان اللہ اور اس کے رسول کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہنے اور اللہ اور اسکے رسول سے مخلص ہونے کا نام ہے۔ ہمارا ایمان بزبان قرآن ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ والذین امنوااشد حبالله کے پیکر بنو اور ہمارا ایمان بزبان رسول ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم من اشد امتی حباکا پیکر بن جائیں۔اس لیے فرمایا:

من اشد امتی حبا ناس یکونون بعدی یود احدهمرانیباهلهوماله-(30)

"میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے ان میں سے ہر ایک کی تمنا یہ ہوگی کہ کاش وہ اپنے سب اہل وعیال اور مال واسباب کے بدلے میں مجھے ایک مرتبہ دیکھ لیں۔"

گویا رویت و دیدار رسول کے لیے وہ اپنے اہل و عیال اور اپنے احوال واسباب کو قربان کرنے کے لیے بھی آمادہ رہتے ہیں۔ صرف اس آرزو و تمنا کے لیے کاش دیدار رسول ہو جائے کاش زیارت رسول کی نعمت میسر آجائے، کاش رویت رسول کی سعادت عظمیٰ پالیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی شان جوامع الکلم کے ساتھ بڑی جامع دعا اپنی امت کے ہر فرد کو سکھائی ہے جس میں علم نافع رب سے مانگا ہے قلب خاشع کی آرزو کی ہے۔ سیر ہونے والے نفس کی چاہت کی ہے اور دعائے مستجاب کی طلب کی ہے اور یہ دعایوں کی ہے:

اللهمانیاعوذبکمنعلملاینفعومنقلبلایخشعومننفسلاتشبعومندعوةلا یستجابلها-(31)

"اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اس دل سے جو ڈرتا نہ ہو اس نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔"

اسی طرح چار مزید چیزوں کی آپ نے دعا مانگی ہے جس میں علم میں مالداری، خلق میں بردباری، اکرام بصورت التقویٰ اور جمال بصورت العافیہ کو طلب کیا ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللهماغنیبالعلموزیننیبالحلمواکرمنیبالتقویٰوجملنی بالعافیة-(32)

"اے اللہ مجھے علم کے ساتھ مالداری عطا کر اور بردباری کے ساتھ مجھے مزین فرما اور تقویٰ کے ساتھ مجھے باعزت بنا اور عافیت کے ساتھ مجھے حسن و جمال بخش۔"

رسول اللہ ﷺ نے امت میں ہر حال میں امن و سلامتی اور صلح و صفائی کو سب عبادات سے افضل اور برتر قرار دیا ہے اور اپنی امت کو ہر حال میں لوگوں کی اصلاح اور فلاح کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الا اخبرکم بافضل من
درجةالصلاۃوالصیاموالصدقةقالوابلیقالا صلاحذاتالبینوفسادذاتالبینهیاالحالقة-(33)

''کیامیں تم کو نماز، روزہ اور زکوٰۃ وصدقہ سے بھی افضل عمل نہ بتاؤں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ ناراض ہوں تو ان کے مابین صلح کرایا کرو۔ اس لیے باہمی تعلقات کا بگاڑ ہی (رفتہ رفتہ) امن وسلامتی کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔''

گویا جب کوئی ظلم و زیادتی کرتا ہے تو اس سے دوستی اور رشتہ داریاں خراب ہوتی ہیں اور یہی خرابی بڑھتے بڑھتے ایک دوسرے سے کاٹتی ہے اور قطع رحمی پر مجبور کرتی ہے اور گہری دوستی کو ترک کرنے پر اکساتی ہے۔ اس لیے فرمایا ناراضگی کو شروع ہی سے ختم کرادیا کرو اور لڑنے والوں اور ناراض ہونے والوں کو آغاز کار ہی سے جوڑ دیا کرو۔
رسول اللہ ﷺ نے نیکی کا بڑا جامع تصور دیا ہے۔ ہر حسن خلق کو نیکی قرار دیا ہے اور ہر برے خلق کو گناہ قرار دیا ہے۔ برا خلق سب سے پہلے انسان کے دل و جان میں اضطراب اور پریشانی پیدا کرتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

البر حسن الخلق والاثم ما حاک فی صدرک وکرهتانیطلععلیهالناس-(34)

''نیکی اخلاق حسنہ کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور س پر لوگوں کا مطلع ہونا تجھ کو ناپسند ہو، وہی گناہ ہے۔''

امور دنیا کی کامیابی ہو یا احوال اخروی میں سرخروئی کا معاملہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کو یہ درس حیات دیا ہے جو کام کرو ہو ہمیشہ کرو۔ اس کام میں دوام و استمرار لاؤ، اس میں ہیشگی اور دائمیت کی صفت پیدا کرو اس کی مقدار کی کثرت پر نظر نہ کرو اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ وہی روز روز کا قلیل ہی کل کا بڑا کثیر ہے۔ اس لیے فرمایا:

احب الاعمال الی اللهادومنهاوانقل-(35)

''باری تعالی کو وہ عمل بہت زیادہ پسند ہے جو مسلسل اور ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔''

انسان کی نجات تین چیزوں میں ہے اور یہی تین چیزیں ہی کمال بندگی اور عرفان بندگی ہیں۔ ایک ہر حال میں تقویٰ کو اختیار کرتے رہنا اور دوسرا ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنا اور تیسرا دائماً لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتق اللهحيثماكنتواتبعالسيئةالحسنةتمحهاوخالقالناسبخلقحسن-(36)

''تم جہاں کئی بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ گناہ کے بعد نیکی کرو وہ گناہ کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آیا کرو۔''

اپنے اور دشمن کے مقابلے کے وقت اسے بچھاڑنا قوت و طاقت نہیں بلکہ حقیقی طاقت وہ ہے جب نفس اور غصے میں مقابلہ ہو، تو انسان اپنے نفس پر قابو پالے اور اس کو بھڑکانے، پر نہ بھڑکے اور اس کے لڑانے پر نہ لڑے اس لیے ارشاد فرمایا:

ليس الشديد بالصرعةانماالشديدالذييملكنفسهعبدالغضب-(37)

''وہ شخص شہ زور نہیں جو دوسروں کو بچھاڑ دے بلکہ اصل شہ زور وہ ہے جو غصہ کے عالم میں اپنے نفس کے قابو میں رکھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مسلم معاشرے میں امن ہی امن اور سلامتی ہی سلامتی کی تعلیم دی ہے اور ہر مسلمان کو اپنے ایمان اور اپنے عمل اسلام میں اس کا پابند کیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی تین چیزوں کو اپنے ایمان اور اپنے اسلام کی پہچان کی خاطر حرام جان لے۔ ایک اس کے خون کو حرام جانے دوسرا اس کے مال کو حرام جانے اور تیسرا اس کی عزت کو حرام جانے، دمہ (خون) سے دوسرے انسان کا قتل کرنا اور اس کا ناحق خون بہانا منع ہو گیا ہے۔ مالہ سے اس کے مال کو لوٹنا، اس کے مال پر ڈاکہ ڈالنا اور اس کے مال کو چرانا، اس کو مال کے بارے میں دھوکہ دینا۔ غرضیکہ اس کے مال کے چھیننے کی ہر صورت سے روک دیا گیا ہے اور تیسرا وعرضہ کی صورت میں اس کی عزت کو پامال کرنا، اس کو تقدیس و تکریم سے محروم کرنا، اس کے ہر طرح کی عزت و نقصان پہنچانے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اس لیے فرمایا:

كل المسلم على المسلم حرام دمهوماله وعرضه-(38)

''ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان پر ہمہ جہتی حرمت حاصل ہے، اس کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو ہر دوسرے مسلمان پر کلیتاً حرام ہے۔''

خلق سے رحم کا برتاؤ انسان کو اللہ کی رحمت کا مستحق بناتا ہے اور لوگوں کو معاف کرنے سے بندہ اللہ کی شان مغفرت کو پانے والا بن جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ارحموا ترحموا واغفروا يغفراللهلكم-(39)

''مخلوق خدا پر رحم کرو بارگاہ الہٰی سے تم پر رحم کیا جائے گا۔ لوگوں کی خطائیں معاف کرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف کرے گا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کو اس دنیا میں حکمت کی وراثت عطا کی ہے۔ ہر مومن کو حکمت و دانائی کی بات کا وارث بنایا ہے اور اس گمشدہ میراث کو حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ جس بھی زبان اور جس بھی وجود اور جس بھی جگہ پر حکمت و دانائی کی بات ملے۔ ایک مومن کی پہلی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرنے والا ہو۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

الحکمۃضالۃالمومن-(40)

"حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔"

ایک مومن کی ایمانی ذمہ داری ہے کہ وہ اس متاع گم گشتہ کو خوب تلاش کرے اور مسلسل اس کے تجسس میں رہے اور جیسے اور جس طرح اس کی تحصیل ممکن ہو اس کو حاصل کر کے رہے۔

انسان اس دنیا میں سب کچھ مال کو سمجھتا ہے اور اس مال کے ذریعے عزت کمانا چاہتا ہے اور اسی مال کے ذریعے دنیا میں شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس مال کی کثرت کو دوسروں پر اپنی فضیلت بناتا ہے اور اس مال کی فراوانی کو دوسروں پر اپنے فخر و مباہات کی نشانی بناتا ہے جبکہ حقیقت حال اس سے مختلف ہے مال کی وسعت کی بجائے چہرے کی کشادگی اور اس کی تروتازگی اور اس کی بشاشت انسانوں پر زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انکم لن تعوا الناس باموالکم ولکن یعھممنکمبسطالوجہ-(41)

"تم انسانوں پر اپنے مال وزر کی بدولت حکمرانی کی ہیبت نہیں بٹھا سکتے لیکن تم انہیں اپنی کشادہ روی اور شگفتہ جبینی سے تابع فرمان بنا سکتے ہو۔"

خلاصہ کلام

رسول اللہ ﷺ نے اپنی جوامع الکلم شان کے ساتھ اور اپنے کلام کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ چھوٹے چھوٹے الفاظ و کلمات کے اندر معانی و معارف کے سمندر موجزن کیے ہیں اور کل عالم انسانیت کو روشنی اور راہنمائی فراہم کی ہے جن کے ذریعے اس دنیا میں بھی ان کے لیے کامیابی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی ہے۔ آپ ان کلمات پر غور و فکر کرتے جائیں اور ان کے معانی و معارف کے سمندروں میں غواصی کرتے جائیں۔ حقائق ہی حقائق منکشف ہوتے جائیں گے۔ فرمایا حیاء ایمان میں سے ہے:

الحیاء من الایمان-(42)

جب تمہارے اندر شرم ختم ہو جائے اب جو چاہو وہ کرتے رہو۔

اذا لم تستحی فاضع بما شئت-(43)

''ہمیشہ ظلم کرنے سے بچتے رہو۔''

اتقوا الظلم-(44)

''اور مظلوم کی بدعا اور آہ سے بچنے کے لیے فرمایا''۔

اتق دعوة المظلوم.(45)

''تواضع اور عاجزی کرنے والا ہمیشہ رفعت پاتا ہے۔''

ماتواضع احد الا رفعهالله-(46)

''اور جو دوسروں کو معاف کرتا ہے اللہ اس کی عزت و عظمت میں اضافہ کرتا ہے۔''

مازاد اللهعبدابعفوالاعزا-(47)

''لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبے کا لحاظ کرتے ہوئے سلوک کیا کرو۔''

انزلوا الناس منازلهم-(48)

''ایک دوسرے سے محبت میں اضافہ چاہتے ہو تو باہم تحائف کا تبادلہ کیا کرو۔''

تهادواوتحابوا-(49)

''گھر لیتے وقت اور بناتے وقت پڑوسی کو بھی دیکھا کرو۔''

التمسوا الجار قبل الدار-(50)

''اور سفر کرنے سے قبل اچھے رفیق سفر کا انتخاب کیا کرو۔''

والرفيق قبل الطريق-(51)

''جنت نیک اعمال کی وجہ سے ملتی ہے۔''

حفت الجنة بالمكاره.(52)

''نیکی کی ترغیب دینے والااس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔''

الدال علی الخیر کفا عله-(53)

''اور رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ قرار دیا ہے۔''

الدنیا سبحن المومن-(54)

''نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی ہے۔''

البر لا یبلی اور ''گناہ کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔'' الاثم لا ینسی 'جو چاہو وہ کرو' فکن بما شئت 'جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔' کماتدین تدان۔( )

''منافق کبھی بھی اللہ کے ہاں کریم الوجہ نہیں ہو سکتا۔''

ذوالوجهینلایکونعبداللهوجیها-(56)

''منافق کو جب بھی کوئی امانت دی جائے وہ خیانت کرتا ہے۔''

واذا اوتمن خان-(57)

''جب وہ وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے وادا لما ھد غدر اور جب جھگڑا کرتا ہے تو بیہودہ گوی پر اتر آتا ہے۔''

واذا خاصم فجر-(58)

''اللہ کی رحمت اس کو ملتی ہے جو ہمیشہ اچھی بات کرتا ہے۔''

رحم اللهعبداًقالخیراً-(59)

''اور جو شخص خاموش رہتا ہے وہ سلامتی پاتا ہے۔''

من سکت فسلم-(60)

''عقلمندی یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آیا کرو۔''

راس العقل بعد الایمان التودد الی الناس-(61)

''صبر فراخی کی چابی ہے۔''

الصبر مفتاح الفرج-(62)

''اس شخص کے لیے بڑی خوشخبری ہے جو اپنے عیبوں کو ہی دیکھتا رہتا ہے اور دوسرے کے عیبوں کی تلاش سے رکا رہتا ہے۔''

طوبی لمن شغلهعیبهعنعیوبالناس-(63)

''اصل امیری دل کی امیری ہے۔''

الغنی عنی النفس-(64)

''ہمیشہ سچی بات کہو اگرچہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔''

قل الحق وان کان مرا-(65)

''ایسا تھوڑا رزق جو اپنے ساتھ شکر کی عادت دیتا ہے۔ یہ رزق زیادہ سے بہتر ہے بنسبت اس کثیر رزق کے جو بندے سے شکر کی خصلت چھین لیتا ہے۔''

قلیل تودی شکرهخیرمنکثیرلاتطیقه-(66)

''اللہ بندے کو اتنا ہی رزق دیتا ہے جتنی وہ محنت اور مشقت کرتا ہے۔''

ان الله ینزل الرزق علی قدر المونة 'اور باری تعالیٰ بندے کو صبر بھی اتنا ہی عطا کرتا ہے جتنی بڑی مصیبت اور آفت اس پر اترتی ہے۔'

وینزل الصبر علی قدر البلاء-(67)

''صبر و قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتا ہے۔''

القناعة کنزٌلا یغنی-(68)

''جب دنیا میں کسی کو اپنے سے زیادہ نعمتوں سے معمور دیکھو اور وہ مال و دولت میں تم سے زیادہ ہو شکل و صورت میں بھی تم سے افضل و بہتر ہو تو پھر''

فلینظر الی من هواسفلمنه-(69)

''پھر اس کو دیکھو جو تم میں سے کم تر ہے تاکہ تم اپنی حالت پر رب کا شکر ادا کر سکو۔ سنجیدگی اختیار کیا کرو اور میانہ روی اپنایا کرو اور اچھا کرو اور اپنی پہچان بنایا کرو۔ یہ انبیاء کی صفات میں سے ہے۔''

التودةوالاقتصادوالسمتالحسنجزمناربعةوشرينجزاءًمنالنبوة-(70)

''اعتدال پسندی اور میانہ روی اللہ کی نعمت ہے۔''

الاناةمنالله-(71)

''تدبیر آدھی معیشت ہے التدبیر نصف العیش باہمی الفت آدھی عقل ہے۔ والتودد نصف العقل اور پریشانی آدھا بڑھاپا ہے۔''

والهمنصفالهرم-(72)

''بندے کا اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ فعل اپنی بیوی کو طلاق دے دینا ہے۔''

ابغض الحلال عنداللهالطلاق-(73)

''لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔احب للناس ماتحب لنفسک اور لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔''

وتكرهلهمماتكرهلنفسک-(74)

''جب کوئی دنیا سے چلا جائے تو پھر اس کی برائیاں بیان نہ کیا کرو اور اپنے مرنے والوں کا تذکرہ خیر کے ساتھ کیا کرو۔''

اذا مات صاحبكم فدعوهولاتقعوافيه-(75)

وقال اذكروا محاسن موتاكم-(76)

''جو شخص چاہتا ہو اس کا قیامت کے روز حساب و کتاب آسان ہو اور اسے باری تعالیٰ جنت کی نعمت عطا کرے تو اسے تین خصلتوں کو اپنانا ہوگا جو اس کو محروم رکھے یہ اسے بھی عطا کرے جو رشتے دار اس سے ناراض ہو اور قطع تعلقی کرے اور یہ اس کو بھی راضی کرے جو شخص اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے یہ اس کو بھی معاف کر دے۔''اس لیے

وتعطی من حرمک وتصل من قطعک وتعفوا لمن ظلمک-(77)

دین اس وقت آفت اور مصیبت کی حالت میں ہوتا ہے جب اس کو اپنے متعلق تین طرح کے لوگ ملیں، اگر کوئی فقیہ و عالم ہے تو وہ فاسق و فاجر ہے اور اگر کوئی حکمران ہے تو وہ ظالم و جابر ہے اور اگر کوئی مجتہد ہے تو وہ جاہل اور احمق ہے۔

افةالدينثلاثةفقيهفاجراماجائر ومجتهدجاهل-(78)

''انسان کے پاس دنیا و آخرت کی سب سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ اس کے پاس ایسا دل ہو جو شاکر ہو۔ ایسی زبان ہو جو ذاکر ہو، ایسا بدن ہو جو ہر بلا اور مصیبت پر صابر ہو اور ایسی شریک حیات رکھتا ہو جو ہر حال میں اس کی مطیع و فرمانبردار ہو۔''

اربع من اعطيهنفقداعطيخيرالدنياوالاخرةقلباًشاكراولساناذاكراوبدناعليالبلاءصابراًوزوجةلاتبغيهقوفاف ينفسهاولاماله-(79)

چار لوگوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ شخص جو قسمیں اٹھا اٹھا کر مال بیچتا ہے اور وہ فقیر جو تکبر و غرور کا اظہار کرتا ہے اور وہ بوڑھا شخص جو گناہ اور بدکاری کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ حاکم جو اپنی رعایا پر ظلم و ستم کرتا ہے۔

اربعةيبغضهماللهالباعاحلافوالفقيرالمختالوالشيخالزاني،والامامالجائر-(80)

انسان اس دنیا میں بڑا ہی حاجت مند ہے لوگوں سے اپنی حاجتمندی کی تکمیل کے لیے کیسا اور کس طرح کا عمل کرے اس حوالے سے رہنمائی دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اطلبوا الحوائج بعزةالانفسفانالامورتجريبالمادير-(81)

''اپنی حاجتوں کو عزت نفس کے ساتھ حاصل کیا کرو۔ بے شک تمام امور تقدیروں کے موافق ہی ہوتے ہیں۔''

'امت کے ہر ہر فرد کو عمل کی دنیا کا ایک زندہ، توانا، متحرک اور فعال فرد بننے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا جس کا عمل اس کو پیچھے کردے اس کا نسب اس کو کبھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔'

من بطا بهعملهلميسرعبهنسبه-(82)

المختصر صفا کی پہاڑی سے دیا جانے والا لا الہ الا اللہ کا پیغام بھی انہی جوامع الکلم میں سے ایک تھا۔ آپ ﷺ نے اعلان نبوت کا آغاز ہی لا الہ الا اللہ کے جامع اور مختصر کلمہ سے کیا ہے اور جو کلمہ جتنا جامع اور مختصر ہوگا اس کے ابلاغ کا دائرہ کار افق در افق اتنا ہی وسیع ہوگا اور جو کلمہ جامع ہوگا وہی بلیغ بھی ہوگا اور وہی فصیح بھی ہوگا۔ یہی جامع، بلیغ اور فصیح دعوت رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا کے عظیم قائد اور رہبر اعظم بن کر جب اپنی قوم اہل مکہ کو دی تو تمام شعوب اور قبائل آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمع ہوگئے۔ دعوت کے اظہار سے قبل آپ نے چاہا کہ دعوت کی قبولیت سے قبل داعی و راہنما اور قائد و رہبر کے کردار کی قبولیت کا ضابطہ بھی اس دنیا کو بتایا جائے اس کے بے مثل اور بے عیب کردار کی بھی تصدیق و توثیق کرائی جائے تو آپ نے ان سے اپنی سالہ زندگی کے جملہ افعال، تمام اعمال، ہمہ نوع کے کردار و گفتار اور اپنی تمام خصائل و عادات میں صدق و امانت کی سب سے تصدیق چاہی تو ان سب نے بیک زبان علی الاعلان آپ کے صادق القول اور وعد الامین ہونے کا اعتراف کیا۔

اس اقرار کے بعد کہا ایک دوسرا اقرار کرلو تو پھر آج کی دعوت مکمل ہوجائے گی اور یہ دعوت سراسر تمہاری کامیابی و

کامرانی اور فوز و فلاح کی ہے۔ اب سب مستفسرانہ نگاہیں آپ کے چہرہ اقدس پر جمع ہوگئیں۔ سب سماعتیں آپ کے پیغام کو سننے کے لیے بے قرار اور بے تاب دکھائی دیں۔ آپ نے اپنا روئے سخن ان سب کی طرف متوجہ کرکے چھ الفاظ پر مشتمل ایک جملہ ارشاد فرمایا:

قولوا لا الهالاالل‍هتفلحوا

تم سب کے سب مل کر اقرار کرو اور شہادت حق دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جو کوئی یہ کلمہ دل و جان سے کہہ دے گا۔ اس کے لیے خوشخبری ہے تفلحوا تفلحوا وہ کامیاب ہوگا وہ فلاح پاجائے گا۔ کامیابی اس کا مقدر ہوگی۔ خوش نصیب افراد اس کلمے کو سن کر اقرار کرکے آپ کے ساتھ ہوگئے اور ایمان کی صورت میں ابدی فلاح کے مستحق ہوگئے اور بدنصیب افراد یہ کلمہ سن کر انکار کر بیٹھے اور دائمی شقاوت ضلالت اور ہلاکت کے سزاوار ہوگئے۔( )

رسول اللہ ﷺ کے مختصر اور جامع کلمات کے معانی و معارف عالم انسانیت کے لیے ہدایت و راہنمائی کے سمندر کے سمندر موجزن ہیں۔ باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بے شمار شانیں عطا کی ہیں اور ان گنت کمالات سے

نوازا ہے۔ ان کا شمار ممکن نہیں۔آسمان پر اتنے ستارے نہیں، سورج میں اتنی کرنیں نہیں ہیں۔ بادلوں میں اتنے قطرے نہیں، دریاؤں میں اتنی لہریں نہیں، سمندروں میں اتنی مچھلیاں نہیں، پہاڑوں میں اتنے کنکر نہیں، صحراؤں میں اتنے ذرے نہیں، جنگلوں میں اتنے درخت نہیں، درختوں کے وجود پر اتنی شاخیں نہیں، شاخوں پر اتنے پتے نہیں، پتوں پر اتنے ریشے نہیں، باغوں میں اتنے پودے نہیں، پودوں کی ڈالیوں پر اتنے پھول نہیں اور پھولوں میں اتنی پنکھڑیاں نہیں، صبا کے دامن میں اتنے جھونکے نہیں، کائنات کی بے کراں وسعتوں میں اتنے سیارے نہیں، جتنی شانیں باری تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اور رسول کو اپنے پورے قرآن میں بیان کی ہیں۔ حتی کہ یہ ساری کائنات اور اس میں موجود مافیھا سب کے سب ورفعنا لک ذکرک کی شان کا حسین پرتو ہیں اور اس کا خوبصورت اظہار ہیں۔ اس لیے ان ساری تشبیہات میں کہنے والوں نے بات یہاں پر ختم کردی ہے بلکہ اس حقیقت کو اپنے کمال تک اظہار مافی الضمیر کی قوت سے یوں پہنچادیا ہے۔(   )

لایمکن الثنا کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت پر مہر تصدیق کل زمانے نے یوں ثبت کردی ہے کہ

''تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں''

References:

1. Muhammad Javed Sheikh, LajwabBaatin, Mushtaq Book Corner, Lahore, p: 13
2. Dr. Tahir-ul-Qadri, Jami KalamNabavi, Minhaj Publications, p: 22
3. ibid, p: 23
4. Al-Baqarah, 2: 23
5. Israel, 17: 88
6. Al-Jinn, 72: 1
7. Al-Najam, 53: 3-4
8. Dr. Tahir-ul-Qadri, Jami KalamNabavi, Minhaj Publications, p: 30

9. Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Etesam Bal KitabWal Sunnah, Bab Qul An-NabiBa'ath Bajwama Al-Kalam, Volume: 6, Page: 2654, Raqmul Hadith: 6845

10. Muslim ibn Hajjaj, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab 'al musaqas, V: 1, P: 371, Raqmul Hadith: 523

11. Ahmad bnhanbul, almusandi, 2: 172, raqm 6606

12. ibid, 1: 178

13. Dr. Zahoor Ahmad Azhar, FasahatNabavi, Islamic Publications Lahore, p. 252

14. Al-Mujam al-Awsat, Tabarani, vol: 3, p: 257

15. Al-Ghazaliu , 'iihya' eulumaldiyn , kitabadabalhubiwal'akhlaq , Volume: 2, Page: 367.

16. QaziAyaz Al-Maliki, Al-Shifa' BitaearyfHuquq Al-Mustafay , MaktbaHanfia Lahore p: 87

17. Syed Abdul Majid Ghauri, Uloom Al-Hadith ZamZam Publishers Karachi, p: 63

18. Sirat al-Halabiyah, 1:89

19. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 8: 336, No: 8796

20. Bukhari, Al-Jami 'Al-SahihKitab Al-Zakat, Bab La Sadaqat Al-AanZuhrGhani.V: 2, P: 518, Raqmul Hadith: 1361

21. Bayhaqi, Shaab al-Iman, V: 7, P: 123, Raqmul Hadith: 9715

22. Bukhari, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Iman, Bab al-Din Yasir, 1:23, Raqmul Hadith. 39

23. Tabarani, Al-Mujam al-Kabeer, 20: 298, Raqmul Hadith: 707

24. Al-Hakim, Al-Mustadrik, 1: 112, Raqmul Hadith: 152
25. Bukhari, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Tawhid, Bab La Tehreek, 6: 3736
26. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 6: 139, Raqmul Hadith: 6026
27. Also
28. Ibn Hajar al-Haythami, Al-Zawajir, 1: 1118
29. Muslim, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Jannat waSifatNa'imahBab FemenYudRuyat-un-NabiBahlawa Mala, 4: 2178, Raqmul Hadith: 2833
30. ibid ,Ktabaldhukrwaldaeababaltaeawudh min sharmaaml , 4: 2088 , raqm 2722
31. Daylami, Musnad al-Firdous, 1: 469
32. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, 6: 444, Raqm 2748
33. Muslim, Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Bar wal-Salat Bab Tafsir al-Bar wal-Atham, 4: 1980 ,Raqm Hadith 2553
34. Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Raqaq, Bab Al-QasadWalMadamaat Ali Al-Amal, 5: 2373, Raqm: 6100
35. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, 5: 153,Raqm. 2132
36. Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Adab Bab Al-Hadhr Min Al-Ghazb, 5: 2267
37. ibid, V: 5, p: 2267
38. Muslim, Kitab al-Barr waSalat Bab TahrimZalm al-Muslim, 4: 1986, Raqm. 2564
39. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, vol. 2, p. 165, No. 6541
40. Tirmidhi, Sunan, Kitab al-Ilm, Bab Majaa fi Afzal al-Fiqh, 5:51, Raqm. 2687

41. Abu Yala, Al-Musnad, V: 11, P: 428, Raqm Hadith. 6550

42. Musnad Ahmad ibn Hanbal, 2: 501, Hadith No. 10519

43. Sahih Bukhari, Kitab al-Anbiya, Bab al-Hadith Al-Ghar, 3: 1284

44. Sahih Muslim, Kitab al-Bar, Bab Tahrir al-Zalim, 4: 1996, Raqm. 2578

a. ابن ابی شیبه،المصنف، 6: 48،رقم 29370

45. Ibn Abi Shaybah, Almusannaf, 6:48, Raqm 29370

46. Sahih Muslim, Kitab al-Bar, Bab Istihab al-Afu, 4: 2001, Raqm. 2588

47. Ibid

48. Abu Dawud, Sunan, Kitab al-Adab, Bab Tanzeel al-Nas, 4: 261, Raqm. 4842

49. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 7: 190, Raqm. 7240

50. Tabarani, Al-Mujam al-Kabeer, 4: 265

51. ibid

52. Sahih Muslim, Kitab al-Jannat, 4: 2174, Raqm. 2822

53. Abu Hanifa, Al-Musnad, 151

54. Sahih Muslim, Kitab al-Zuhd, 4: 2272, Hadith Raqm. 2956

55. Mu'ammar bin Rashid, Al-Jami ', 11: 178, Raqm. 20262

56. Judge Ayaz Mashreq Al-Anwar, 2: 281

57. Sahih Bukhari, Kitab al-Iman, Bab Al-Alama Al-Munafiq, 1:21, Raqm. 33

58. ibid, No. 34

59. Ibn Abi Al-Dunya, al'umatwadaballisan, 71

60. ibid

61. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 6, Raqm. 6070
62. Daylami, Musnad al-Firdous, 2: 415, Raqm. 3844
63. Qudaei, Musnad al-Shehab, 1: 358, Raqm. 613
64. Daylami, MusnadFirdaws, 3: 115, Raqm. 4317
65. Ibn Hibban, Al-Sahih, 2: 79, Raqm. 361
66. Tabarani Al-Mujam Al-Kabeer, 8: 218, Raqm. 7873
67. Delami, Musnad al-Firdous, 1: 151, Raqm. 547
68. Behqi Al-Zuhd Al-Kabeer 88
69. Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Raqaq, Bab Lenzarela Man Ho Asfal, 5: 2275, Raqm. 2963
70. Tabarani Al-Mujam Al-Awsat, 1: 303, Raqm. 1017
71. Tirmidhi, Sunan, Kitab al-Barr, Bab Majaa fi al-Thaniwa al-Ajla, 4: 367, Raqm. 2012
72. Qudaei, Musnad al-Shehab, 1:54, Raqm. 32
73. Abu Dawud, Sunan, Kitab al-Talaq, Bab fi Rahbah al-Talaq, 2: 255, Raqm. 2178
74. Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, 5: 247, No. 22183
75. Abu Dawud, Al-Sunan, Kitab al-Adab Bab al-Nahi an-Sab al-Mawti4: 275, Raqm. 4899
76. ibid, Raqam 4900
77. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 5: 196, Raqm. 5064
78. Kunzal Amal, 10:80, Raqm. 28954

79. Tabarani, Al-Mujam Al-Awsat, 7: 179, Raqm. 7212

80. Nisa'i, Sunan, Kitab al-Zakat, Bab al-Faqir al-Mukhtal, 5:86, Raqm. 2576

81. Al-Maqdisi, Al-Ahadith Al-Mukhtara, 9:52, Raqm. 28

82. Al-Muslim, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Dhikr wa Al-A'a, Bab Fazal Al-Ijtema,V: 4, P: 2074, Raqm:2699

83. Dr. Tahir-ul-Qadri, Jami KalmatNabavi, Minhaj Publications Lahore, p: 19

84. ibid, p:20